ماہنامہ
نفاذ اردو
مارچ ۲۰۲۴
تحریک نفاذ اردو پاکستان
23 مارچ
TNUPAK
TNUPAK
TNUPAK

تحریک نفاذ اردو پاکستان کا ترجمان

ماہنامہ نفاذِ اردو (ڈیجیٹل) مارچ 2024

فہرست مضامین

- القرآن
- اداریہ
- عہد فاونڈیشن کے ساتھ مفاہمتی یاداشت
- یوم قومی زبان کانفرنس لاہور کی روداد
- سیالکوٹ اور کامونکی کانفرنسوں کی روداد
- اردو ادب کی ترویج میں علماء و مدارس کا کردار
- قومی زبان ہماری پہچان، عائشہ یاسین
- نفاذ اردو کیوں ضروری ہے، نبیلہ شہزاد
- مادری زبانوں کا عالمی دن، عبدالجبار سلہریا
- ایک تھی اردو (نظم)
- چھوٹی سی بحر، فرخندہ شیم
- نفاذ اردو اور ہماری ذمہ داریاں، نمرہ امین
- اپنی اردو زبان، علی عمران
- ہماری پیاری اردو، مہر قطب

زیر نگرانی
فرخندہ شیم

مدیر اعلیٰ
عطاء الرحمن چوہان

مدیرہ
عالمہ بٹ

مدیران معاون
ثروت اقبال،
محمد اسلم نشتر

دفتر: تحریک نفاذ اردو پاکستان، ایس۔199، ملک آباد شاپنگ مال، مری روڈ، سٹلائٹ ٹاؤن، راولپنڈی

TNUPAK TNUPAK 03495059760 TNUPAK@GMAIL.COM

رمضان وہ مہینہ ہے جس میں قرآن نازل کیا گیا، جو انسانوں کے لیے سراسر ہدایت ہے اور اسی واضح تعلیمات پر مشتمل ہے، جو راہ راست دکھانے والی اور حق و باطل کا فرق کھول کر رکھ دینے والی ہے۔ لہذا اب سے جو شخص اس مہینے کو پائے، اس پر لازم ہے کہ اس پورے مہینے کے روزے رکھے۔ جو کوئی مریض ہو یا سفر پر ہو، تو وہ دوسرے دنوں میں روزوں کی تعداد پوری کرے۔ اللہ تعالیٰ تمہارے ساتھ نرمی کرنا چاہتا ہے، سختی کرنا نہیں چاہتا۔ اس لیے یہ طریقہ تمہیں بتایا جارہا ہے تاکہ تم روزوں کے تعداد پوری کر سکو اور جس ہدایت سے اللہ نے تمہیں سرفراز کیا ہے، اس پر اللہ کی کبریائی کا اظہار و اعتراف کرو اور شکر گزار بنو۔ (آل عمران:186-187)

اداریہ

نئی حکومت کی ذمہ داریاں

نئی قیادت مارچ کے مہینے میں عنان حکومت سنبھال چکی ہے، لوگ تو پرانے ہی ہیں تاہم نئے جوش خروش اور عزائم کا اظہار کیا جارہا ہے، اس سے قبل نئے پاکستان کے داعی عمران خان ساڑھے تین سال گزار گئے، انہوں نے غلامی سے نجات اور قومی زبان پر بڑے بڑے دعوے کیے تھے لیکن اس جانب ایک قدم بھی نہ بڑھ سکے۔ موجودہ حکمران تو قومی زبان کے بارے میں نہ صرف خاموش ہیں بلکہ ان کا ماضی انگریزی تسلط کو مستحکم کرنے کی شہادت دیتا ہے، اب عوامی نمائندوں اور عوام کی ذمے داری ہے کہ وہ نئے حکمرانوں کو دستورِ پاکستان اور عدالت عظمیٰ کے فیصلے پر عمل درآمد پر آمادہ کریں، یہ کام جتنا اہم ہے اتنا ہی مشکل بھی ہے۔

اطلاعات کے مطابق پنجاب کی سابق نگران حکومت نے میٹرک سے مکمل طور پر انگلش میڈیم لاگو کرنے اور نئے سیشن سے سارے امتحانات انگریزی میں لینے کا اعلامیہ جاری کر رکھا ہے، یہ قوم کے ساتھ کتنا بڑا مذاق ہے، اس کا اندازہ اس سے کیا جاسکتا ہے کہ 99 فیصد تعلیمی اداروں میں انگلش میڈیم میں پڑھانے کے لیے عملہ ہی موجود نہیں نیز یہ قدم دستور پاکستان اور عدالت عظمیٰ کے فیصلے کی کھلی خلاف ورزی ہے۔

نئے حکمرانوں کو متوجہ کرنے کی ضرورت ہے کہ اس ملک کو دستور کے مطابق چلانے کے لیے لازم ہے کہ وہ پہلی فرصت میں نظام حکومت انگریزی سے اردو میں منتقل کریں، نظام تعلیم کو قومی زبان میں منتقل کرنے کے فوری اقدامات کیے جائیں اور ہر سطح کی ملازمتوں کے امتحانات پہلے مرحلے پر انگریزی اور اردو دونوں زبانوں میں لینے اور مابعد صرف قومی زبان میں لینے کا انتظام کیا جائے، ہمارا یہ مطالبہ پاکستانی عوامی کی خواہشات کی ترجمانی، دستور پاکستان کی منشاء اور عدالت عظمیٰ کے فیصلے کے عین مطابق ہے، ہم عدالت عظمیٰ سے بھی مطالبہ کرتے ہیں کہ وہ دستور کی پاسداری کرتے ہوئے حکومت کو فوری طور پر قومی زبان کے نفاذ کا حکم جاری کرے، حکمرانوں اور عدالتوں کی طرف سے دستور شکنی عوام میں قانون کی حکمرانی کے تصور کو بری طرح متاثر کرتی ہے، امید ہے حکمران اور اعلیٰ عدلیہ دستور پاکستان کی منشاء کے مطابق اپنے فرائض انجام دیں گے۔

23 مارچ 1940 کو بابائے قوم نے پاکستان کے قیام کا یہ مقصد بیان کیا تھا کہ ایسا ملک جہاں ہم اپنے دینی عقائد اور تہذیبی اقدار کے مطابق زندگی بسر کر سکیں۔ کیا ہمارے حکمران اس پر عمل کر رہے ہیں؟

عطاء الرحمن چوہان، مدیر اعلیٰ

اسلام آباد۔ تحریک نفاذ اردو پاکستان اور عہد فاؤنڈیشن (EHD Foundation)
کے درمیان نفاذ قومی زبان اردو کے لیے مشترکہ جدوجہد کرنے کی یادداشت پر دستخطی تقریب

اسلام آباد۔ تحریک نفاذ اردو پاکستان اور عہد فاؤنڈیشن پاکستان (EHD Foundation) کے درمیان قومی زبان اردو کے نفاذ کے لیے مل کر کام کرنے کرنے پر اتفاق ہوا اور اس کی مفاہمتی یادداشت پر دستخط کیے گئے۔ عہد فاؤنڈیشن پاکستان کے چیئرمین راجہ فاضل اور تحریک نفاذ اردو پاکستان کے صدر عطاء الرحمن چوہان نے یادداشت پر دستخط کیے اس موقع پر ڈاکٹر فریال اور راجہ ارسلان بھی موجود تھے۔ عہد فاؤنڈیشن تعلیم سمیت کئی دیگر شعبہ جات پر کام کر رہی ہے اور بے گھر، سٹریٹ چلڈرن، اور مستحق طلبہ کی تعلیم کے لیے ملک بھر میں ان کے تعلیمی ادارے موجود ہیں۔ سینکڑوں طلبہ پر مشتمل یہ ادارے فروغ اور نفاذ قومی زبان اردو کے لیے تحریک نفاذ اردو پاکستان کے شانہ بشانہ جدوجہد کرے گا۔ عہد فاؤنڈیشن کے چیئرمین راجہ فاضل جس کام میں ہاتھ رکھتے ہیں اسے نتیجہ خیز بنانے کا ہنر جانتے ہیں۔ عطاء الرحمن چوہان صدر تحریک نفاذ اردو پاکستان نے مفاہمتی یادداشت پر دستخط کرتے ہوئے کہا کہ ہم نے یہ کام اب راجہ فاضل صاحب کے سپرد کر دیا ہے، جو خوب جانتے ہیں کہ قومی زبان کی اہمیت کیا ہے اور اس کے نفاذ کے بغیر قوم ترقی کی طرف سفر نہیں کر سکتی۔ جس طرح انہوں نے کچی بستیوں کے بچوں کو تعلیم دینے کا فرض نبھایا ہے اب وہ قوم کو بچوں کو انگلش میڈیم کی زنجیروں سے بھی نجات دلائیں گے۔ راجہ فاضل نے کہا کہ یوں تو میں کئی سالوں سے تحریک نفاذ اردو پاکستان کے ساتھ ہوں تاہم آج سے میں اور ہمارا ادارہ مکمل طور پر نفاذ قومی زبان کے لیے وقف ہیں اور حصول منزل تک یہ سفر جاری رہے گا۔

قومی زبان کے نفاذ کے بغیر قوم ترقی کی راہ پر گامزن نہیں ہو سکتی

تحریک نفاذ اردو لاہور کے زیر اہتمام کانفرنس سے مقررین کا خطاب۔ رپورٹ: افشیں شہریار/عصمت اسامہ

لاہور۔ قومی زبان اختیار کیے بغیر قوم ترقی کی منازل طے نہیں کر سکتی، قیام پاکستان سے قبل یہ فیصلہ ہو گیا تھا کہ پاکستان کی سرکاری زبان اردو ہو گی اور 25 فروری 1948 کو کراچی میں بانی پاکستان قائداعظم محمد علی جناح نے تمام سیاسی زعماء سے مشاورت کے بعد اردو کو پاکستان کی قومی اور سرکاری زبان قرار دیا۔ اسی شام وزیر اعظم لیاقت علی خان یہ بل قانون ساز اسمبلی میں پیش کیا جو اتفاق رائے سے منظور کیا گیا۔ اس کے بعد 1956 اور پھر 1962 کے دستور میں بھی اردو کو ملک کی قومی اور سرکاری زبان قرار دیا گیا۔ بلآخر پاکستان کے متفقہ دستور 1973 کی شق 251 میں اردو کو ملک کی سرکاری زبان قرار دیتے ہوئے پندرہ سال کے اندر سارے نظام مملکت کو قومی زبان میں منتقل کرنے کا حکم دیا گیا۔ 1979 میں سابق صدر جنرل ضیاء الحق نے مقتدرہ قومی زبان کا ادارہ قائم کر کے ملک کو قومی زبان میں چلانے کے لیے ضروری اقدامات کرنے کا ہدف دیا۔ جو اس ادارے نے 1983 میں مکمل کر لیا۔ دستور کے مطابق دی گئی مہلک 13 اگست 1988 کو پوری ہو گئی تھی اور مقتدرہ قومی زبان نے نفاذ کے لیے تمام ضروری انتظامات بھی کر لیے تھے، اس کے باوجود حکمرانوں نے نہ 1988 میں قومی زبان کو سرکاری زبان بنایا اور نہ اس کے بعد آج تک یہ خواب پورا ہو سکا۔ اس دوران 2002 میں سپریم کورٹ میں نفاذ

قومی زبان کے لیے مقدمہ دائر کیا گیا، جو افلاطونی ججوں نے تیرہ سال تک معرض التواء میں رکھ کر حکمرانوں کو انگریزی تسلط کو مضبوط کرنے کا موقع دیا۔ 2015 میں چیف جسٹس دوست محمد خان نے تمام زیر التواء مقدمات کی سماعت کا حکم دیا تو نفاذ قومی زبان کا مقدمہ جسٹس جواد ایس خواجہ کی سربراہی میں قائم بینچ نے سماعت شروع کی اور مختصر مدت میں تاریخ ساز فیصلہ 8 ستمبر 2015 کو جاری کرتے ہوئے حکومت کو حکم دیا کہ فوری طور پر قومی زبان کو سرکاری زبان کے طور رائج کیا جائے۔ حکومت نے سپریم کورٹ کو یقین دلایا کہ وہ اس سلسلے میں فوری اقدامات کریں گے تاہم چیف جسٹس جواد ایس خواجہ کی ریٹائرمنٹ کے بعد یہ سلسلہ پھر معرض التواء میں ڈال دیا گیا اور آج تک قابض اشرافیہ انگریزی تسلط کو مضبوط سے مضبوط کرنے کی سازش کر رہے ہیں۔ ان خیالات کا اظہار کانفرنس کے شرکاء نے کیا۔

تحریک نفاذ اردو پاکستان کے زیر اہتمام 25 فروری کو "یوم قومی زبان" کے طور پر منایا گیا۔ لاہور میں اس سلسلے میں "نفاذ قومی زبان کانفرنس" 27 فروری کو شعبہ تاریخ، پنجاب یونیورسٹی کے ہال میں منعقد ہوئی۔ کانفرنس کی صدارت پروفیسر ڈاکٹر محبوب حسین، چیئرمین شعبہ تاریخ، پنجاب یونیورسٹی نے کی، جبکہ ممتاز کالم نگار و دانشور پروفیسر قیوم نظامی، پروفیسر ڈاکٹر محمد جواد مہمان خصوصی تھے۔ مقررین میں ڈاکٹر شریف پیرزادہ، ڈاکٹر طاہرہ بانو، ڈاکٹر فضیلت بانو، صبا ممتاز بانو رقیہ غزل، انجینئر محمد آصف، اشرف سہیل، انجینئر عبدالوحید، فاطمہ قمر اور پروفیسر ثمینہ حسن شامل تھیں۔ محترمہ افشیں شہریار صوبائی صدر وسطی پنجاب نے شرکاء کانفرنس کو خوش آمدید کہا اور نظامت کے فرائض لاہور ڈویژن کے صدر جناب عمران یوسف نے انجام دیئے۔

لاہور کی نائب صدر طاہرہ بانو نے بھی خیالات کا اظہار کیا اور نائب صدر ڈاکٹر عابدہ بتول نے وہاں پر حاضر طلباء کے سوالات کے بہت تسلی بخش جوابات دیئے۔ ملک ضیاء الحق نے واضح طور پر تحریک کا نقطہ نظر واضح کیا۔ سب سے اہم بات کہ قومی زبان تحریک کی رہنما محترمہ فاطمہ قمر بطور مہمان خاص تشریف لائیں اور اپنی پر مغز اور مدلل گفتگو سے محفل کو متاثر کیا۔ ان کی آمد قومی زبان کے لیے یکجہتی کا استعارہ تھی۔

آل پاکستان پرائیویٹ کالجز اور اکیڈمیز کے چیئرمین رانا عنصر محمود اور ان کے ساتھی کاشف افتخار نے شرکت کی اور ہماری آواز اپنے پلیٹ فارم تک پہچانے کی یقین دہانی بھی کروائی۔

حریم ادب کی جانب سے اسماء حبیب اور ثمینہ گل نے شرکت کر کے حریم ادب کی نمائندگی کی۔ وسطی پنجاب کے نائب صدر رفیق بھٹی محسنی نے کہا کہ ہماری کاوشوں کا نتیجہ ہے کہ اب بینکوں میں بھی انگریزی کت ساتھ اردو کا استعمال ہو رہا ہے۔ سجاد حیدر بلوچ نے کہا کہ دنیا کی تاریخ گواہ ہے کہ کبھی کسی قوم نے غیر زبان میں ترقی نہیں کی۔ ننکانہ کے صدر کاشف مغل نے دریا کو کوزے میں بند کرتے ہوئے کہا

نکال لایا ہو ایک پنجرے سے اک پرندہ

اب اس پرندے کے دل سے پنجرہ نکالنا ہے

ماہر تعلیم شہزاد وسیم نے کہا کہ قومی زبان کے بغیر ترقی ناممکن ہے۔ محترمہ عصمت اسامہ نے کانفرنس کی روداد یوں بیان کی

قومی زبان میں رابطے اور ہم آہنگی کا ذریعہ بھی۔ "تحریک نفاذ اردو پاکستان" قومی زبان کے تحفظ اور نفاذ کے لئے گراں قدر خدمات سرانجام دے رہی ہے۔ گزشتہ دنوں جامعہ پنجاب میں 'اردو کانفرنس' کا انعقاد کیا گیا جس میں سیکرٹری حریم ادب وسطی پنجاب

عصمت اسامہ اور ساتھیوں کو بھی مدعو کیا گیا۔ حریمِ ادب کی جانب سے ثمینہ گل اور اسماء حبیب نے کانفرنس میں شرکت کی۔ ہر مقرر نے قومی زبان اردو کی شان بیان کی۔ مہمان خصوصی نے کہا کی آپ سب نے اردو کی تعریف کی لیکن انگریزی کی برائی کی جو اچھی بات نہیں۔ ہر زبان آنی چاہیے۔

سینئر ممبر حریمِ ادب ثمینہ گل نے کہا کہ میں اردو کے مسلسل زوال پر پریشان تھی لیکن جب اس نفاذ اردو کانفرنس کا دعوت نامہ ملا تو بہت خوشی ہوئی کہ اردو کی حفاظت کرنے والی کوئی انجمن موجود ہے۔ جب انھوں نے بتایا کہ میرے سب بچوں کو شکوہ اور جواب شکوہ زبانی یاد ہے تو ہال میں موجود حاضرین نے تالیاں بجا کر خراج

اسماء حبیب نے کہا کہ رومن اردو نے اردو کو بہت نقصان پہنچایا ہے ۔سب نے اردو کے خوب صورت اور منفرد پہلو دکھائے لیکن انگریزی کی تنقیص نہیں تھی۔ رومن اردو کا بڑھتا رجحان اردو کا قتل عام ہے۔ کچھ طلبہ اس بات پر پریشان تھے کہ اب رواج پا جانے والے الفاظ کا ترجمہ کیسے ہو گا۔ ایک مبصر نے جواب دیا کہ آج سے سو سال پہلے جامعہ عثمانیہ نے اردو میں اعلی ترین تعلیم کا آغاز کیا تھا اور یہ ایک بہترین آغاز تھا۔ ہمیں مسلسل اس پر کام کرنا ہو گا۔ آدھی ادھوری کوششوں سے کچھ نہ ہو گا۔۔۔

تحسین پیش کیا۔ سب نے اردو سے دلچسپی کو سراہا۔ اخر میں چائے اور بسکٹ وغیرہ سے تواضع کی۔ پروگرام کے دوران ہی حریمِ ادب کی نمائندگان نے محترمہ افشین اور استقبال کرنے والی میزبان کو مجلے تحفتاً دیئے۔ جس کا انہوں نے کھڑے ہو کر شکریہ ادا کیا۔ علم و ادب اور قومی زبان کی خوب صورت محفل تادیر یاد رہے گی۔

پنجاب یونیورسٹی میں نفاذ اردو پاکستان کے زیر اہتمام قومی زبان اردو کانفرنس کی تصویری جھلکیاں۔۔۔عکاسی (ارشد علی انصاری)

قومی زبان اردو کانفرنس سے عمران یوسف خطاب کر رہے ہیں

روبینہ فیصل۔۔۔۔۔۔ڈاکٹر فضیلت صبا ممتاز۔۔۔۔۔۔۔۔رقیہ غزل ڈاکٹر ثمینہ۔۔۔۔۔۔۔عقیلہ بٹ طاہرہ بانو۔۔۔۔۔۔۔آمنہ صدیق

اردو کانفرنس میں ڈاکٹر قیوم نظامی آمنہ صدیقی۔صبا بانو۔افشاں کیانی و دیگر خطاب کر رہے ہیں

ضیاء الحق۔۔۔۔۔۔۔کاشف مغل رانا انصر۔۔۔۔۔۔۔کاشف افتخار اشرف سہیل۔۔۔۔۔۔۔ریاض احمد احسان محمد نوید شہزاد۔۔۔۔۔۔۔محمد آصف وسیم

ڈاکٹر طارق شریف زادہ۔۔۔۔۔۔۔افشاں کیانی رائے عقیل بھٹی۔۔۔۔۔۔۔رائے محمد احمد بھٹی مسز حامد۔۔۔۔۔۔۔محمد احمد رضا رفیق بھٹی۔۔۔۔۔۔۔محمد احسان

افشین شہریار عمران یوسف ڈاکٹر قیوم نظامی کو پھولوں کا گلدستہ پیش کر رہے ہیں عمران یوسف سینئر صحافی اشرف سہیل کو پھولوں کا گلدستہ پیش کر رہے ہیں فاطمہ قمر

25 فروری 2024 بروز اتوار ہیریٹیج کلب سیالکوٹ میں بزم اہل سخن پاکستان اور سٹی میگ سیالکوٹ کے اشتراک سے ڈاکٹر رفیع الدین ہاشمی رحمۃ اللہ علیہ کی یاد میں بسلسلہ یوم قومی زبان اردو ایک تقریب بعنوان "ملکی ترقی وسالمیت میں اردو زبان کے کردار" کا اہتمام کیا گیا_

تقریب کا آغاز قرآن پاک سے ہوا_ محمد عظیم نے تلاوت قرآن پاک کے ساتھ کلام قرآن پاک کا ترجمہ و تفسیر پیش کی_ نعت رسول مقبول (ص) صوفی محمد یونس چودھری نے پیش کی_ تقریب کی صدارت معروف شاعر باقی احمد پوری نے فرمائی جب کہ مہمان خاص کی کرسی پر معروف شاعرہ صائمہ آفتاب رونق افروز تھیں_ تقریب کے باقاعدہ آغاز میں ڈاکٹر محمد عامر اقبال نے ڈاکٹر رفیع الدین ہاشمی کی زندگی اور کام پر گفتگو فرما کر انہیں خراج تحسین پیش کیا_

عامر شریف بانی و سرپرست بزم اہل سخن پاکستان نے اردو زبان کے حوالے سے کہا کہ ریاست پاکستان کی تاریخ کا یہ المیہ ہے کہ پاکستان پونی صدی سے اپنی قومی زبان کے نفاذ کی جستجو میں ہے اور تاحال قومی زبان کا نفاذ ممکن نہیں ہو پایا_ شاہد میر ایڈووکیٹ نے خطاب کرتے ہوئے کہا کہ اردو زبان معاشرے کی اخلاقی گراوٹ کے ازالے میں نمایاں کردار ادا کر سکتی ہے تاہم معاشرے میں ہم لوگوں نے اردو زبان کو من و عن قبول نہیں کیا_ معروف سیاستدان خالد وسیم ایڈووکیٹ نے قومی زبان اردو کے نفاذ کے حوالے سے حکومت وقت سے فوری مطالبہ کیا کہ وہ جلد از جلد اردو کا نفاذ ممکن بنائیں اس کے ساتھ ساتھ انہوں نے نفاذ اردو کی تحریک میں بڑھ چڑھ کر حصہ لینے کے عزم کا اظہار کیا_ باقی احمد پوری نے اردو زبان کے نفاذ پر گفتگو کرتے ہوئے کہا کہ یہ المیہ ہے کہ منظر نامے پر قومی زبان اردو کا نفاذ مستقبل قریب میں بھی ممکن ہوتا نظر نہیں آتا تاہم کوشش جاری رہنی چاہیے

اس کے بعد تقریب کے دوسرے حصے یعنی مشاعرے کا آغاز ہوا جس میں تمام شعرا کرام ضیغم عباس، محمد ایوب شفیقی، اجمل فاروقی، مرزا ارشد، عامر شریف، محبوب صابر، صہیب رانا، اعجاز عزائی، قیصر گورائیہ، وحید ناز، شوکت علی ناز، آفتاب خان، ممتاز راشد لاہوری، جان کاشمیری، صائمہ آفتاب اور باقی احمد پوری نے اپنا اپنا لاجواب کلام پیش کر کے سامعین مجلس سے خوب داد وصول کی_ تقریب کے بعد اراکین مجلس کو "ترویج قومی زبان ایوارڈز" سے نوازا گیا اور مہمانوں کے اعزاز میں عشائیہ پیش کیا گیا_ اس تقریب کی نظامت کے فرائض عامر شریف اور تابندہ انور نے نبھائے_

رپورٹ: آفتاب احمد خان

بزم اہل سخن پاکستان (حلقہ کامونکے) کے زیر اہتمام اردو کی ترویج و ترقی بارے ایک ادبی نشست کا انعقاد۔۔رپورٹ: محمد اقبال مغل

کامونکے: بزم اہل سخن پاکستان (حلقہ کامونکے) کے زیر اہتمام پاکستان کی پہلی دستور ساز اسمبلی کی طرف سے 25 فروری 1948ء کو اردو قومی زبان قرار دینے کی مناسبت سے بزم کے مرکزی صدر عامر شریف کی صدارت میں مورخہ 23 فروری 2024، بروز جمعۃ المبارک کو پنجاب کالج کامونکے کے آڈیٹوریم میں ایک ادبی نشست کا اہتمام کیا گیا۔ جس میں علمی اور ادبی شخصیات نے کثیر تعداد میں شرکت کی۔

تقریب کے مہمان خصوصی پرنسپل گورنمنٹ ایسوسی ایٹ کالج ایمن آباد پروفیسر مراد علی گوندل تھے۔ دیگر نمایاں مہمانان گرامی میں سفر نامہ نگار، ادبی، علمی، ثقافتی، صحافتی اور سماجی شخصیت محمد اقبال مغل، تعلیمی شخصیتیں نعیم شہزاد، طیب حسن زاہد، عرفان حمید قادری، عبدالرشید، محمود طفیل سرویا، خاقان محمود سندھو، جنرل سیکرٹری پریس کلب کامونکے ارشد رشید طور اور دیگر تھے۔

میزبانی کے فرائض پرنسپل پنجاب کالج عاطف پرویز نے ادا کئے۔ جب کہ تقریب کے انتظامی امور پروفیسر غضنفر بٹ، علامہ ثاقب علوی، چودھری محمد رمضان اور سجاد ساحر نے نبھائے۔ بزم کے جنرل سیکرٹری شفیق احمد نے سہلکاری کے فرائض انجام دیئے۔ تلاوت کلام پاک اور نعت رسول کے بعد بزم کے سرپرست پروفیسر امین خاور نے خطبہ استقبالیہ پیش کیا۔ بزم کے صدر ڈاکٹر تنویر بسرا نے تقریب کے اختتام پر اظہار تشکر کیا۔

ممتاز شعرائے کرام علامہ ثاقب علوی، ہمراز نیئر، عمران تنہا، پروفیسر غضنفر بٹ نے اپنی شاعری کے ذریعے اردو کی اہمیت کو بیان کیا۔ عمران تنہا کے اس حاصل کلام شعر....

رکھ کے اچھا گمان بولیں گے

فرد کیا خاندان بولیں گے

آیئے عہد ہم کریں سارے

صرف اردو زبان بولیں گے

نے حاضرین سے خوب پزیرائی حاصل کی۔ دیگر مہمان مقررین کے ہمراہ مہمان خصوصی پروفیسر مراد علی گوندل نے اپنی شاعری اور ہیر وارث شاہ پیش کی۔ موضوع کی مناسبت سے اردو کی اہمیت بارے اظہار خیال کیا۔

بزم کے مرکزی صدر عامر شریف نے اپنے صدارتی خطاب میں کہا کہ ہر قوم کی اپنی تہذیب، ثقافت اور قومی زبان ہوتی ہے۔ قومی زبان اس کی ترجمان ہوتی ہے اور قومیں زبان سے ہی پہچانی جاتی ہیں۔ اسی لیے بانی پاکستان قائداعظم نے بھی اردو کو قومی زبان تسلیم کیا تھا۔ بلکہ اس کے نفاذ پر زور بھی دیا تھا۔ پاکستان کی دستور ساز اسمبلی نے 25 فروری 1948ء کو پاکستان کی سرکاری زبان اردو کو قرار دیا تھا اور قائداعظم محمد علی جناح نے بحیثیت گورنر جنرل اس پر دستخط کیے تھے۔

انہوں نے کہا کہ حیرت کی بات تو یہ ہے کہ کئی دہائیاں گزر جانے کے باوجود اردو ہماری قومی زبان کی حیثیت اختیار نہیں کر پائی۔ ہماری عدالتوں، دفاتر اور سرکاری اداروں میں انگریزی کو ہی فوقیت حاصل ہے۔ جب کہ قائداعظم نے اپنے خطاب میں واضح طور پر کہہ دیا تھا کہ اردو ہی اس قوم کی شناخت ہے۔

محمد علی جناحؒ نے کہا تھا "میں واضح الفاظ میں یہ بتا دینا چاہتا ہوں کہ پاکستان کی سرکاری زبان اردو اور صرف اردو ہو گی"۔ اس ضمن میں ستمبر 2015 کو سپریم کورٹ کے چیف جسٹس جناب جواد ایس خواجہ نے اردو کو سرکاری زبان قرار دینے کا فیصلہ سنایا کہ تین ماہ کے اندر وفاقی اور صوبائی قوانین کا اردو میں ترجمہ کیا جائے۔ سرکاری محکمے، عدالتی مقدمات کے اردو میں جوابات لکھیں، سی ایس ایس، این ٹی ایس اور مقابلے کے دیگر امتحانات اردو میں ہوں۔ سپریم کورٹ کے اس فیصلے کو بھی 9 سال سے زیادہ کا عرصہ ہو گیا ہے۔ لیکن سرکاری زبان کی حیثیت سے اردو کا نفاذ نہیں ہو سکا۔ ضرورت اس بات کی ہے کہ ہم اپنے قومی زبان کی اہمیت کو سمجھیں اور اس کو اپنی ترقی کا ضامن سمجھیں۔

بے شمار ممالک کی مثالیں ہمارے سامنے ہیں، جہاں پر ان کی زبان کا بول بالا ہے۔ وہاں کی زبان ہر اعتبار سے وہاں حکمرانی کرتی ہے۔

چین، جاپان، جرمنی میں انگریزی میں خط و کتابت نہیں ہوتی۔ وہاں ان کی اپنی زبان ہی کی حکمرانی ہے۔ سعودی عرب میں زندگی کے ہر ہر شعبے میں عربی کا استعمال ہے۔ انگریزی اپنی جگہ ہے۔ سوال یہ ہے کہ ہم اپنے ملک کا نظام اردو میں تبدیل کیوں نہیں کر سکتے؟ کیا اردو کے نفاذ سے ہمارے بچے ڈاکٹر، انجینئر، پائیلٹ اور دیگر پیشوں میں اعلیٰ مہارت حاصل نہیں کر پائیں گے؟

اردو کا نفاذ ہمارے ملک اور اس میں رہنے والی عوام کے لیے بہت ضروری ہے۔ یہ نہ صرف ہماری ثقافت کا حصہ ہے بلکہ ہمارے قائداعظم محمد علی جناحؒ کی خواہش بھی ہے۔ اردو ہی ہماری شناخت ہے اور ہر زندہ قوم کا وتیرہ رہا ہے کہ وہ اپنی قومی اثاثوں کو نہ صرف سنبھال کر رکھتی ہیں بلکہ اس کا نفاذ بھی یقینی بناتی ہیں۔

آیئے ہم بھی اردو کو اپنے ماتھے کا جھومر بنا کر اس کی ترقی کے لیے کام کریں اور اس کو اپنی شناخت بنا کر اپنے قائد کی خواہش کا احترام کریں۔

جس قوم کی زبان چھین لی جائے وہ اپنی پہچان کھو دیتی ہے۔ ہم سے ہماری زبان کسی غیر نے نہیں بلکہ اپنے حکمرانوں اور منہ زور اشرافیہ نے چھین رکھی ہے۔ جو انگریزی کی ڈھال میں اپنے مزموم مقاصد کی تکمیل کر رہے ہیں۔ ہم نے منظم جدوجہد کے ذریعے اپنی قومی زبان اور اپنی پہچان کو قائم کرنا ہے۔

تحریک نفاذ اردو پاکستان

اردو ادب کی ترویج و اشاعت... علماء اور مدارس کا کردار

جامعہ علوم اسلامیہ علامہ محمد یوسف بنوری ٹاؤن

زبان کسی بھی قوم کے لیے اس کی پہچان سے کم نہیں ہوتی، بلکہ یوں کہنا بے جا نہ ہو گا کہ زبان کسی بھی قوم کی معاشرت کی عکاس ہوتی ہے، الحمدللہ ہماری قومی زبان اردو ہے اور اس میں وہ تمام صلاحیتیں پائی جاتی ہیں جو ایک متمدن قوم کی زبان میں ہونی چاہئیں اور اب تو اردو زبان کی اہمیت، افادیت اور ضرورت سے انکار کرنا کسی طور بھی ممکن نہیں رہا، جس کی ایک دلیل حالیہ دنوں اقوام متحدہ میں اردو زبان کو عالمی زبان قرار دیا جانا بھی ہے۔

بد قسمتی سے اردو زبان کے عملی نفاذ میں کچھ نادیدہ قوتوں کی طرف سے ہمیشہ رکاوٹیں کھڑی کی جاتی رہی ہیں اور موجودہ دور میں بھی بانی پاکستان قائد اعظم محمد علی جناح کے احکامات کی دھجیاں بکھیر دی گئی ہیں (انہی کا فرمان ہے کہ پاکستان کی قومی زبان اردو ہے) لیکن پاکستانی قوم میں اردو زبان کے حوالے سے بیدار ہوتے شعور کو دیکھ کر لگتا ہے کہ ان شاء اللہ! عنقریب قومی زبان اردو کو اس کا جائز اور حقیقی مقام مل جائے گا۔ اس میں کوئی شک نہیں کہ باوجود ہزار رکاوٹوں کے اردو زبان کو بلا تفریق رنگ و نسل اور مذہب کے ایسے لوگ میسر رہے جنہوں نے ہر دور میں اس کا عَلم اٹھائے رکھا اور اس ٹمٹماتے چراغ کو اپنے جذبوں اور عقیدتوں کا تیل فراہم کرتے رہے، لیکن اگر یوں کہا جائے تو بے جا نہ ہو گا کہ جس طرح اسے مسلمانوں نے اپنایا، اس کی کوئی نظیر نہیں ملتی، بلکہ اس سے بڑھ کر اگر مسلمانوں کو اردو زبان کا موجد کہا جائے تو مضائقہ نہیں، بلاشبہ مسلمانوں نے اردو زبان کی بقا کی جدوجہد کو ہر سطح پر پھیلایا، جس کا اندازہ شیخ الاسلام مولانا اشرف علی تھانویؒ کے اس فتویٰ سے بھی لگایا جا سکتا ہے جس کو انہوں نے اس وقت کے معروضی حالات کو مدِ نظر رکھتے ہوئے دیا تھا، شیخؒ فرماتے ہیں:

”اردو زبان کی حفاظت چونکہ دین کی حفاظت ہے، اس زبان کی حفاظت حسبِ استطاعت واجب ہو گئی ہے اور باوجود قدرت کے اس میں غفلت اور سستی کرنا مصیبت بھی ہو گی اور موجبِ مواخذۂ آخرت بھی ہو گا۔“ (امداد الفتویٰ، جلد:۴، ص:۶۵۲)

پھر مسلمانوں میں یہ سہرا بھی اکثر علماء اور اہلِ مدارس کے سر رہا، جنہوں نے اسلامی علوم کی ترویج و اشاعت کے لیے اردو زبان کا انتخاب کیا، اپنے نظامِ تعلیم کو اردو میں رائج کیا، مدارس میں تدریسی زبان اردو کو قرار دیا، اپنے مواعظ، تقریر و تحریر کے لیے اردو زبان کا انتخاب کیا۔ جب ہمارے عصری ادارے اپنی قومی زبان سے مایوس اور انگلش زبان سے مرعوب ہو کر اپنے سورج سے لمعہ افروز ہونے کی بجائے دوسروں کے بجھے چراغوں سے روشنی لینے کی کوششوں میں بڑے شد و مد سے مصروف تھے تو ایسے وقت میں علماء اور مدارس نے اردو کو اپنا اوڑھنا بچھونا بنا کر اس کی حفاظت کی، بلکہ اس میں وہ اتنے مستقیم ہوئے کہ نام نہاد دانشوروں کے طعنے بھی سنے، جدید زبانوں سے نابلد بھی کہا گیا، لیکن وہ اپنی لگن اور دھن میں مگن عوام الناس میں اردو زبان کے فروغ کی جدوجہد کو جاری رکھے ہوئے ہیں۔

اس کا اندازہ اس بات سے بھی لگایا جا سکتا ہے کہ ۱۸۳۵ء میں انگریز سرکار نے متحدہ ہندوستان میں فارسی زبان کی سرکاری حیثیت ختم کر کے انگریزی زبان کو سرکاری زبان کا درجہ دے دیا۔ اسلامی تاریخ و ادب اور اسلامی علوم و فنون کا ایک بہت بڑا ذخیرہ علماء نے عربی سے فارسی زبان میں منتقل کیا تھا، جو کئی عشروں سے برصغیر کی

دینی وعلمی پیاس بجھا رہا تھا، ایسے کڑے وقت میں اکابر علماء نے برصغیر میں اسلام کی بقا کی جدوجہد شروع کی تو انہوں نے اردو زبان میں تمام علوم منتقل کرنے کا فیصلہ کیا اور علماء اور مدارس نے اردو دان طبقہ اور اسلام کے آفاقی نظام میں ایک پُل کا کام سرانجام دیا، عربی وفارسی میں موجود تمام اسلامی علوم کا اردو زبان میں ترجمہ کرنا شروع کیا، عربی میں کی گئی جدید اسلامی تحقیقات کو بھی اردو دان طبقہ تک پہنچایا اور مزید تحقیقی، علمی اور معلوماتی کتابوں سے لائبریریوں کی لائبریریاں بھر دیں اور آج اردو زبان میں جتنے بھی اسلامی علوم وفنون موجود اور محفوظ ہیں، ان سب کو ہم تک پہنچانے میں علماء و مدارس کی اَنتھک کاوشوں، بے لوث محنتوں، بے غرض و بے ریا محبتوں کا بہت بڑا حصہ ہے۔

علماء اور مدارس نے اردو کا دامن قرآنِ پاک کی تفسیروں، حدیث کے تراجم و تشریحات، ادب، تصوف، فلسفہ اور تاریخ وغیرہ سے مزین کر دیا۔ موجودہ دور میں بھی تعلیمی اداروں میں سب سے زیادہ مدارس ہی نے اردو زبان کو تدریسی زبان کے طور پر رائج کیا ہوا ہے اور ہزاروں مدارس میں موجود لاکھوں پاکستانی قوم کے فرزند اپنی قومی زبان میں ہی تعلیم حاصل کر رہے ہیں۔

اردو زبان وادب کے فروغ اور پوری دنیا میں اردو کی ترویج واشاعت میں جن علماء نے بے پایاں خدمات سرانجام دیں، ان کا شمار تو شاید ممکن نہیں، لیکن ان میں سے چند ایک کے نام اور ان کی خدمات کو برکت کے طور پر ذکر کیا جاتا ہے۔ دیگر زبانوں کو سمجھنے کے لیے اردو میں لغات کی بہت ضرورت تھی، خاص کر کے عربی زبان کو سمجھے بغیر اسلامی علوم وفنون تک پہنچنا ناممکن تھا، سو علماء نے اس سلسلہ میں کڑی محنت کی اور بے شمار علمی ذخیرہ سے بھرپور لغات مدون کیں، مثلاً:

☆... مصباح اللغات: مولانا ابوالفضل عبدالحفیظ بلیاویؒ

☆... قاموس القرآن اور بیان اللسان: مولانا قاضی زین العابدین سجاد میرٹھی۔

☆... القاموس الوحید، القاموس الجدید، القاموس الاصلاحی: مولانا وحید الزمان کیرانویؒ

☆... لغات جدیدہ: مولانا سید سلیمان ندویؒ

☆... قاموس الفقہ (۵ جلدیں): مولانا خالد سیف اللہ رحمانی

☆... القاموس الموضوعی: مولانا ندیم الواجدی، وغیرہ، وغیرہ

وہ علماء جنہوں نے دینی خدمات تو سرانجام دی ہیں، لیکن ساتھ ساتھ ان کی ادبی تحاریر وتقاریر، شعر وسخن میں دسترس کو بھی مقبولیتِ عامہ حاصل ہوئی اور ایک دنیا نے ان کے علوم سے اکتسابِ فیض کیا، مثلاً قاسم العلوم والخیرات مولانا قاسم نانوتویؒ، (یہ فی البدیہہ شاعر بھی تھے)، مولانا یعقوب نانوتویؒ (بیاضِ نانوتوی، شعری مجموعہ)، مولانا محمود حسن دیوبندیؒ (ہمہ جہت شخصیت تھے، کمال کا ذوق پایہ تھا، نہایت عمدہ شاعر بھی تھے)، علامہ انور شاہ کاشمیریؒ ان کی دینی خدمات سے کون واقف نہیں، ان کے بارے میں مشہور تھا کہ یہ چلتی پھرتی لائبریری ہیں (انہوں نے ۱۵۰۰۰ اشعار کہے)، علامہ شبیر احمد عثمانیؒ (آپ نثر کی ایک خاص طرز کے موجد بھی ہیں)، شیخ الادب مولانا اعزاز علیؒ، مولانا قاری محمد طیب قاسمیؒ، مفتی عتیق الرحمٰنؒ، مولانا مناظر احسن گیلانیؒ، مولانا احسان اللہ تاجورؒ، مولانا اشرف علی تھانویؒ، مولانا ابوالکلام آزادؒ، مولوی عبدالحقؒ، مولانا رشید احمد گنگوہیؒ، مولانا حفظ الرحمٰن سیوہارویؒ، مولانا سید محمد یوسف بنوریؒ، مولانا ابوالحسن علی ندویؒ، علامہ شبلی نعمانیؒ، مولانا محمد حسین آزادؒ، مولانا حالیؒ، مولانا حسرت موہانیؒ، مولانا مملوک علیؒ، مولانا عبدالماجد دریا آبادیؒ، مولانا محمد علی جوہرؒ، مولانا محمد زکریا کاندھلویؒ (فضائل اعمال والے)، مولانا محمد الیاس دہلویؒ (تبلیغی جماعت والے)، مولانا عبیداللہ سندھیؒ، مولانا حسین احمد مدنیؒ، مولانا منظور احمد نعمانیؒ، مولانا سید بدر عالم میرٹھیؒ، مولانا ادریس کاندھلویؒ، مولانا شمس الحق افغانیؒ، مولانا قاضی اطہر مبارکپوریؒ، مولانا ازکی کیفیؒ (کیفیات)، مولانا محمد یوسف لدھیانویؒ، جناب ولی

رازی صاحب (اردو میں سیرت کی پہلی غیر منقوط کتاب۔ "ہادیِ عالم" کے مصنف) وغیرہ، شامل ہیں۔

علماء اور مدارس اردو رسم الخط کی حفاظت میں بھی پیچھے نہیں رہے، بلکہ فنِ خطاطی میں بھی اپنی خدمات سرانجام دیں، چنانچہ موجودہ دور میں اردو رسم الخط (خطِ نستعلیق) کے مجدد استاذ العلماء سید نفیس الحسینی شاہ صاحبؒ (نفیس رقم) کا نام نامی بہت نمایاں ہے، زمانہ ماضی میں خطِ نستعلیق کے استاذ حافظ ابراہیم، خطِ نسخ و نستعلیق کے استاذ مولانا ابراہیم استر آبادیؒ، مولوی الٰہی بخش خوشنویسؒ، مولانا حسن بنائیؒ، مولانا خواجہ محمودؒ، مولوی سید سراج الدین احمدؒ، مولانا سلطان الدین احمدؒ، ملا عبد القادر اخوندؒ، مولوی نذیر الدین قریشیؒ وغیرہ گزرے ہیں۔

یہ چند ایک نام اور دو تین شعبہ جات صرف اس لیے ذکر کیے ہیں، تاکہ ہمیں اندازہ ہو سکے کہ علماء اور مدارس نے اردو ادب کی ترویج و اشاعت میں اپنا بھرپور حصہ ڈالا ہے اور ان سب چیزوں کو ان کی جزئیات سمیت ذکر کرنا اس مختصر کالم میں ممکن نہیں ہے۔

(یہ مضمون ایک مکتب فکر کی نمائندگی کرتا ہے، دیگر مکاتب فکر کی خدمات پر اگر کوئی صاحب لکھیں تو یہ صفحات حاضر ہیں)۔

اردو کا جنازہ

محفل میں کسی شخص نے سر عبد القادر کے سامنے عطاء اللہ بخاری کی جادو بیانی کی بہت تعریف کی۔ سر عبد القادر بولے، "ہاں بھائی، عطاء اللہ شاہ بخاری خوب بولتے ہیں لیکن محسن الملک مرحوم بھی کسی سے کم نہ تھے۔"۔ پھر انہوں نے نواب محسن الملک مرحوم کی جادو بیانی کا ذکر کرتے ہوئے دو واقعات سنائے، کہنے لگے۔

1900ء میں یوپی کے لفٹیننٹ گورنر سر انتونی میکڈانل نے اردو کے خلاف مہم شروع کی تو نواب محسن الملک نے اس کا جواب دینے کے لیے لکھنؤ میں ایک بہت بڑا جلسہ کیا جس میں، میں بھی شریک ہوا۔ محسن الملک نے اس جلسے میں جس جوش و خروش سے تقریر کی، اس کی نظیر میں نے پہلے نہیں دیکھی تھی۔ یوں سمجھئے کہ الفاظ کا ایک لاوا تھا جو اُبل اُبل کر پہاڑ سے نکل رہا تھا۔ آخر میں نواب محسن الملک نے یہ کہتے ہوئے کہ اگر حکومت اردو کو مٹانے پر ہی تُل گئی ہے تو بہت اچھا، ہم اردو کی نعش کو گومتی دریا میں بہا کر خود بھی ساتھ ہی مٹ جائیں گے اور والہانہ انداز میں یہ شعر پڑھا:

چل ساتھ کہ حسرت دل محروم سے نکلے

عاشق کا جنازہ ہے ذرا دھوم سے نکلے

(اقتباس: نور احمد چشتی کی کتاب "یادگار چشتی" سے) **انتخاب سید ظہیر گیلانی، اسلام آباد**

قومی زبان ہماری پہچان

تحریر عائشہ یاسین

ہر قوم کی اپنی تہذیب، ثقافت، اور قومی زبان ہوتی ہے۔ قومی زبان اس کی ترجمان ہوتی ہے اور قومیں زبان سے ہی پہچانی جاتی ہیں۔ اسی لیے بانی پاکستان قائد اعظم نے بھی اردو کو قومی زبان تسلیم کیا تھا بلکہ اس کے نفاذ پر زور بھی دیا تھا۔ پاکستان کی دستور ساز اسمبلی نے 25 فروری 1948 کو پاکستان کی سرکاری زبان اردو کو قرار دیا تھا اور قائد اعظم محمد علی جناح نے بحیثیت گورنر جنرل اس پر دستخط کیے تھے اگر اردو کی تاریخ بیان کی جائے تو اردو کا سب سے پہلا اخبار "جام جہاں نما" 13 مارچ 1822 میں کلکتہ سے شائع ہوا تھا، اردو کی پہلی یونیورسٹی جامعہ عثمانیہ حیدر آباد 1881 میں قائم ہوئی تھی، کہا جاتا ہے کہ اردو کا پہلا شاعر قلی قطب شاہ ہے جو ایک ریاست کا سربراہ بھی تھا، یہ ریاست بیجاپور، گولکنڈا اور احمد نگر پر مشتمل تھی جو 1518ء میں قائم ہوئی تھی، جب کہ ولی دکنی کو ایک عرصہ تک اردو کا پہلا شاعر مانا جاتا تھا.

حیرت کی بات یہ ہے کہ 76 سال گزر جانے کے باوجود اردو ہماری قومی زبان کی حیثیت اختیار نہیں کر پائی۔ ہماری عدالتوں، دفاتر اور سرکاری اداروں میں انگریزی کو ہی فوقیت حاصل ہے، جب کہ قائد اعظم نے اپنے خطاب میں واضح طور پر کہہ دیا تھا کہ اردو ہی اس قوم کی شناخت ہے.

محمد علی جناحؒ نے کہا تھا، "میں واضح الفاظ میں یہ بتا دینا چاہتا ہوں کہ پاکستان کی سرکاری زبان اردو اور صرف اردو ہو گی" ۔ ستمبر 2015 کو سپریم کورٹ کے چیف جسٹس جناب جواد ایس خواجہ نے اردو کو سرکاری زبان قرار دینے کا فیصلہ سنایا کہ تین ماہ کے اندر وفاقی اور صوبائی قوانین کا اردو میں ترجمہ کیا جائے۔ سرکاری محکمے، عدالتی مقدمات کے اردو میں جوابات لکھیں، سی ایس ایس، این ٹی ایس اور مقابلے کے دیگر امتحانات اردو میں ہوں۔ سپریم کورٹ کے اس فیصلے کو بھی 9 سال سے زیادہ کا عرصہ ہو گیا لیکن سرکاری زبان کی حیثیت سے اردو کا نفاذ نہیں ہو سکا،

ضرورت اس بات کی ہے کہ ہم اپنی قومی زبان کی اہمیت کو سمجھیں اور اس کو اپنی ترقی کا ضامن سمجھیں.

انگریزی کی اہمیت اور ضرورت سے انکار ممکن نہیں، جس طرح کسی بھی ملک میں اس کی قومی زبان کی اہمیت ہے اور وہ قومی زبان اس ملک میں رابطے کا کام کرتی ہے، اسی طرح انگریزی کو عالمی سطح پر رابطے کی زبان کا درجہ حاصل ہے، اردو زبان کے دفتری و قومی زبان کے نفاذ کا مطلب ہرگز ہرگز یہ نہیں کہ انگریزی کو اپنے ملک سے دیس نکالا دے دیا جائے۔ اس کا سیکھنا، سمجھنا، پڑھنا، پڑھانا اور بولنا اپنی جگہ قائم و دائم رہنا چاہیے اگر ہم ایسا نہیں کریں گے تو باہر کی دنیا میں ہمارے مستقبل کے معمار، ہمارے نوجوان، ہمارے ہنر مند غیر ممالک میں کس طرح اپنے ملک کا نام روشن کریں گے؟

بے شمار ممالک کی مثالیں ہمارے سامنے ہیں، جہاں پر ان کی زبان کا بول بالا ہے، وہاں کی زبان ہر اعتبار سے وہاں حکمرانی کرتی ہے۔ چین، جاپان، جرمنی میں انگریزی میں خط و کتابت نہیں ہوتی۔ وہاں ان کی اپنی زبان ہی کی حکمرانی ہے۔ سعودی عرب میں زندگی کے ہر ہر شعبے میں عربی کا استعمال ہے۔ انگریزی اپنی جگہ ہے، سعودی شہری عربی پڑھتے، بولتے اور عربی بول کر ہی ڈاکٹر بھی بنتے ہیں، انجینئر بھی اور دیگر پیشوں میں بھی اعلیٰ مہارت حاصل کرتے ہیں، پھر ہم اپنے ملک کا نظام اردو میں تبدیل کیوں نہیں کر سکتے؟ کیا اردو کے نفاذ سے ہمارے بچے ڈاکٹر، انجینئر، پائیلٹ اور دیگر پیشوں میں اعلیٰ مہارت حاصل نہیں کر پائیں گے؟؟

پاکستان کے پہلے وزیر اعظم نواب زادہ لیاقت علی خان نے کہا کہ صرف اردو ہی مغربی اور مشرقی پاکستان کو متحد رکھ سکتی ہے، لہٰذا اردو اور صرف اردو ہی پاکستان کی سرکاری زبان ہو گی.

اردو کا نفاذ ہمارے ملک اور اس میں رہنے والی عوام کے لیے بہت ضروری ہے، یہ نہ صرف ہماری ثقافت کا حصہ ہے بلکہ قائد اعظم محمد علی جناحؒ کی خواہش بھی ہے، اردو ہی ہماری شناخت ہے اور ہر زندہ قوم کا وتیرہ رہا ہے کہ وہ اپنی قومی اثاثوں کو نہ صرف سنبھال کر رکھتی ہیں بلکہ اس کا نفاذ بھی یقینی بناتی ہیں۔

آیئے ہم بھی اردو کو اپنے ماتھے کا جھومر بنا کر اس کی ترقی کے لیے کام کریں اور اس کو اپنی شناخت بنا کر اپنے قائد کی خواہش کا احترام کریں۔

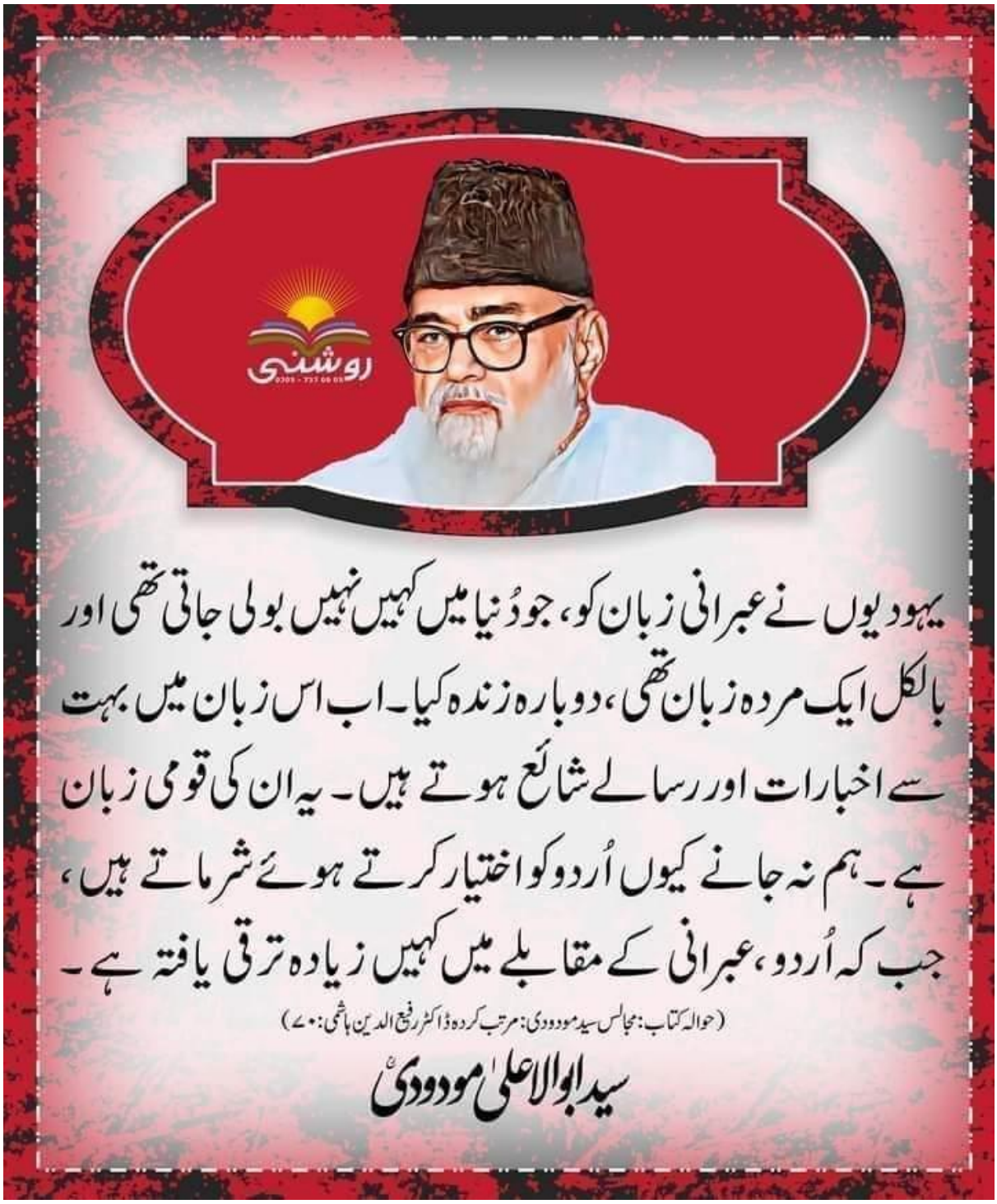

نفاذ اردو ضروری ہے۔ نبیلہ شہزاد

وائسرائے ہند، مولانا ابوالکلام آزاد سے ملنے ان کی رہائش گاہ آیا، وائسرائے کا ترجمان دونوں کی ترجمانی کرتے ہوئے ایک دوسرے کو اس کی زبان میں بتاتا جارہا تھا۔ اتنے میں جب ترجمان ترجمہ درست نہ کر سکا تو مولانا آزاد نے اس کی غلطی درست کر کے کہا کہ یوں کہو۔ ملاقات کے اختتام پر وائسرائے نے مولانا آزاد سے پوچھا "جب آپ کو انگریزی آتی ہے تو ساتھ ترجمان کیوں بٹھایا؟" مولانا نے جواب دیا، "آپ ہزاروں میل چل کر اپنی زبان نہیں چھوڑ سکتے۔ میں گھر بیٹھے ہوئے کیسے اپنی زبان چھوڑ دوں"۔ یہ تو تھا مولانا ابوالکلام آزاد کا سکھایا ہوا سبق۔۔ اب ہم آتے ہیں اپنی زبان اردو کی طرف۔ اردو ترکی زبان کا لفظ ہے جس کے معنی لشکر یا فوج ہے۔ اسے لشکری زبان بھی کہا جاتا ہے کیونکہ یہ ہندی، ترکی، عربی، فارسی اور سنسکرت زبان کا مرکب ہے۔ اور یہ برصغیر میں سب سے زیادہ بولی اور سمجھی جانے والی زبان ہے۔ پاکستان بننے کے بعد اردو کو پاکستان کی قومی زبان قرار دیا گیا۔ 1973ء کے آئین کی شق نمبر 251 میں کہا گیا ہے کہ پاکستان کی قومی زبان اردو ہو گی اور اس کو سرکاری زبان 15 سال کے عرصے میں بنا دیا جائے گا لیکن صد افسوس کئی سال گزرنے کے بعد اس شق پر عملدرآمد نہ کروایا جا سکا۔ یوں پاکستان کے ہر ادارے نے شق نمبر 251 کی مجموعی طور پر خلاف ورزی کی۔ پھر 2003ء میں کوکب اقبال ایڈوکیٹ اور محمود اختر نقوی نے اردو زبان کے نفاذ کے لیے درخواست دی۔ ہماری سست رو عدالت میں یہ مقدمہ 12 سال زیر التوا رہا۔ درخواست گزاروں نے اپنے دلائل میں کہا کہ ہماری حکومت جان بوجھ کر شق نمبر 215 پر عملدرآمد کرنے سے گریزاں ہے۔ اس سے معاشرتی اور لسانی تفرقہ پیدا ہو گیا ہے جو نہ صرف معاشرتی استحکام کی راہ میں حائل ہے بلکہ معاشرتی نفاق کا سبب بھی ہے۔ آخر کار 12 سال بعد 8 ستمبر 2015ء کو سپریم کورٹ نے اردو کو سرکاری زبان قرار دیدیا۔ افسوس! ایک بار پھر عدالتی فیصلے پر عمل درآمد نہیں کیا گیا اور یہ فیصلہ ابھی تک تشنہ تکمیل ہے حالانکہ قائداعظم محمد علی جناح نے واشگاف الفاظ میں فرمادیا تھا کہ ہماری قومی زبان اردو ہو گی لیکن ہماری حکومت کیا اور ہماری قوم کیا۔۔۔ سبھی نے اردو زبان کے ساتھ سوتیلے پن کا رویہ اختیار کیا۔ انگریزی جو پرائی زبان ہے اسے ذریعہ تعلیم بنایا۔ انگلش میڈیم اسکولوں کو مہنگے اور فخر کا ذریعہ بنایا۔ اعلی تعلیم اور اعلیٰ عہدوں کے حصول کے ایسا ملکی نظام سیٹ کیا کہ ان تک ایک خاص طبقہ کی ہی پہنچ ہو سکتی ہے۔ اردو میڈیم میں بھی پہلی سے لے کر چودھویں کلاس تک نصاب میں انگریزی مضمون کو لازمی مضمون کی حیثیت سے شامل کیا حالانکہ اردو مضمون صرف بارھویں جماعت تک لازمی مضمون کی حیثیت سے شامل ہے۔ انگلش میڈیم اسکول کے ایک بچے کی جتنی فیس ہوتی ہے تقریباً اتنی ہی ایک غریب آدمی کی تنخواہ ہوتی ہے۔ اب وہ بیچارہ کیا کرے؟ گھر چلائے، بچوں کے پیٹ پالے، یا پھر انہیں پڑھائے۔ اس کے علاوہ بھی اور کئی اخراجات۔۔۔

ہمارے ملک کی اکثریت یا تو تنخواہ دار ہے یا پھر محنت مزدوری۔۔ اردو میڈیم سرکاری اسکولوں میں بچے داخل کرانا ان کی مجبوری ہوتی ہے۔ اس طرح یہ لوگ احساس کمتری میں مبتلا رہتے ہیں اور ملک میں طبقاتی نظام پیدا ہوتا ہے۔ حقیقت یہ ہے کہ اگر ملک میں اردو میڈیم یکساں نظام تعلیم رائج کر دیا جائے تو اس

ذہین ترین قوم میں دن بہ دن کئی سائنس دان اور ماہرین پیدا ہوں۔ ترقی یافتہ ممالک کی مثالیں ہمارے لیے قابل فہم نمونہ ہیں۔ انہوں نے اپنی قومی زبان کو ذریعہ تعلیم بنایا اور خوب ترقی کی جبکہ ہمارے طالب علم بیگانی زبان میں سمجھتے کم اور رٹا زیادہ لگاتے ہیں۔ ہمارے ملک میں نوے فیصد سے زیادہ لوگ اردو سمجھنے اور بولنے والے ہیں جبکہ انگریزی سمجھنے اور بولنے والوں کا تناسب تو اس کی نسبت بہت ہی کم ہے۔ کئی افسر بیچارے بھی انگریزی میں لکھی دستاویزات کو سمجھنے کے لیے اس کا ترجمہ کروا رہے ہوتے ہیں۔ اردو زبان کی بے توقیری میں ایک وجہ ہماری گھریلو سطح بھی ہے کہ ہم اردو کی نسبت انگریزی بولنے پر بچوں کی زیادہ حوصلہ افزائی کر رہے ہوتے ہیں۔ جو بچہ بول چال میں انگریزی الفاظ زیادہ استعمال کرتا ہے ہم اسے زیادہ لائق تصور کرتے ہیں اور جب ہم خود چھوٹے بچے کو بولنا سکھاتے ہیں تو اردو کے دو الفاظ کے ساتھ تیسرا لفظ انگریزی کا شامل کر لیتے ہیں اور آدھا تیتر آدھا بٹیر والا رنگ پیدا کرتے ہیں لیکن اس سب کے باوجود میرے ملک پاکستان میں بہت سے محب قومی زبان و قدر دان بھی موجود ہیں اور وہ اس کے احیا و نفاذ کے لئے سر توڑ کوششیں بھی کر رہے ہیں۔ جس طرح مولانا ابوالکلام آزاد نے دوٹوک الفاظ میں انگریز کو اپنی زبان کی اہمیت جتلائی ہمیں بھی دیدہ دلیری سے اپنی پیاری قومی زبان اردو کا نفاذ کرنا ہو گا اور دنیا کو بتانا ہو گا کہ ہم گونگے نہیں۔ ہمارے پاس بھی ایک بہترین زبان موجود ہے جو اس روئے زمین پر ہم پاکستانیوں کی پہچان ہے جس کے شیریں الفاظ کانوں میں رس گھولتے ہیں۔ جس کے بارے میں شاعر احمد وصی نے کہا ہے۔

وہ بات کرے تو ہر لفظ سے خوشبو آئے
ایسی بولی وہی بولے جسے اردو آئے

آپ کی اور آپ کے رفقا کی جدوجہد اور سعی مسلسل کو نفاذ قومی زبان کی مد میں دیکھتا ہوں اور خوش ہوتا ہوں۔ شرمندہ بھی ہوتا ہوں کہ اب عملی دنیا میں کچھ کرنے کے قابل نہیں، اس لیے آپ رفقاو مجاہدین اردو کی جدوجہد پر صاد کیے بیٹھا ہوں اور آپ سب کی کامیابیوں کے لیے ہمہ وقت دعا گو رہتا ہوں اور یقین رکھتا ہوں کہ خدائے بزرگ و برتر ایک دن ضرور قومی زبان کو اس کا حق دلائیں گے!

پروفیسر ڈاکٹر معین الدین عقیل، ماہر لسانیات

مادری زبانوں کا عالمی دن۔۔۔ تحریر عبدالجبار سلہری

کہتے ہیں، کسی قوم کو تباہ و برباد کرنا ہو تو اس سے اس کی زبان چھین لو، کسی مذہب کو ختم کرنا ہو تو اس کی تہذیب و تمدن میں لغویات شامل کر دو، کسی ملک کو صفحہ ہستی سے مٹانا ہو تو اس سے تجارتی تعلقات منقطع کر دو تو انھیں تلوار سے مارنے کی ضرورت ہی نہیں رہتی۔ گویا اپنے دشمن کو جان سے مارنے کے لیے ضروری نہیں کہ اسے سامنے سے مارا جائے۔ مزا تو اس میں ہے کہ مرنے والا قاتل کو ہی اپنا خیر خواہ دوست سمجھتا رہے۔ اسی بات کو اکبر الہ آبادی نے یوں بیان کیا تھا:

یوں قتل سے بچوں کے وہ بدنام نہ ہوتا
افسوس کہ فرعون کو کالج کی نہ سوجھی

کچھ یہی حال میرے پیارے وطن کا بھی ہے، یہاں کی نسل نو سے دین، مذہب، روایات کے ساتھ ساتھ زبان بھی چھینی جا رہی ہے۔ دنیا کی بڑی بڑی سلطنتوں، مضبوط معیشتوں اور مستحکم نظریات کے خاتمے کی تاریخ اس بات کی شاہد ہے کہ قوم کی ترقی کا سارا انحصار اس کی بہترین تعلیم اور منصفانہ لین دین پر ہوتا ہے۔ اگر تعلیم حاصل کرنے میں سقم رہ جائے تو قوم کی ترقی کو بھی بریک لگ جاتی ہے۔ تعلیم تبھی کارآمد ہوتی ہے جب اسے اچھی طرح سمجھ کر حاصل کیا جائے یعنی اپنی مادری زبان میں۔

جب بچہ اپنی مادری زبان میں پڑھتا، بولتا اور سوچتا ہے تو وہ اُس کی سوچ، تدبر و تفکر، تجزیہ و استدلال کرنے اور تحقیق کرنے کی صلاحیت میں اضافہ کرتا ہے۔ اسی بات کو مد نظر رکھتے ہوئے بنگالیوں کی چلائی جانے والی زبان کی تحریک کے نتیجہ میں 21 فروری کو اقوام متحدہ کی تعلیمی تنظیم "یونیسکو" نے 1999ء میں "مادری زبانوں کا عالمی دن" قرار دیا تھا۔ یہ 21 فروری 2000ء سے پوری دنیا میں منایا جاتا ہے۔ ماہرین لسانیات کہتے ہیں کہ جب والدین اپنے بچوں کو مادری زبان نہیں سکھاتے تو زبانوں کے

متروک ہونے کا عمل شروع ہو جاتا ہے۔ بچوں کو مادری زبان میں تعلیم دینا ان کی سیکھنے کی صلاحیت میں اضافہ کرتا ہے اور ان میں تنقیدی انداز فکر پیدا کرتا ہے۔

کسی قوم میں قومیت کے جذبات کو کم کرنے کا طریقہ یہ ہے کہ اس قوم کو تقسیم کیا جائے۔ ان میں فساد اور ناچاقی ڈالی جائے۔ انہیں ان کی زبان، ادب اور ثقافتی ورثے سے دور کر دیا جائے اور ان کے ذہنوں میں ان کی ثقافت، تہذیب، زبان اور لٹریچر کے بارے میں احساسِ کمتری اور حقارت کے جذبات ابھارے جائیں۔ اس کی مثال تاریخ میں انگریزی دور میں ملتی ہے سب سے پہلے انہوں نے یہ کیا کہ یہاں صدیوں سے رائج پنجابی ذریعہ تعلیم کو ختم کر دیا۔ جب کہ برصغیر کے باقی علاقوں میں انہی انگریز حاکموں نے وہاں کی مقامی زبانوں کو نہ صرف یہ کہ وہاں بطور ذریعہ تعلیم نافذ کیا بلکہ ان زبانوں کو ترقی اور فروغ دینے کی خاطر ہر ممکن کوشش بھی کی۔ جبکہ پنجاب میں اس کے الٹ کام کیا۔ پنجاب میں زمانوں سے جو پنجابی ذریعہ تعلیم چلی آ رہی تھی اور جس کی بدولت یہ خطہ برطانوی سرکار کی خود اپنی رپورٹس کے مطابق برصغیر میں سب سے زیادہ تعلیم یافتہ تھا۔ یہاں پنجابی کو ختم کر دیا گیا۔ جس کا نتیجہ یہ نکلا کہ ہندوستان کی سب سے باعلم قوم تعلیم کے میدان میں وقتی طور پر بہت نچلے درجے پر چلی گئی۔ اگرچہ کچھ عرصے بعد یہ پھر اوپر آ گئی لیکن اب یہاں اس معیار کی تعلیم نہیں رہی جس معیار کی انگریز سامراج کے آنے سے پہلے تھی اور جسے جی ڈبلیو لائیٹنر (G.W.Leitner) نے اپنی کتاب History of Indigenous Education in the Punjab میں

برطانوی معیار سے بلند تر قرار دیا ہے۔ برطانوی معیار سے بلند تر اس طرح کہ لایٹنر نے لکھا ہے کہ جس زبان پنجابی کو انگریز حکومت کی طرف سے سرکاری سطح پر غیر مہذب قرار دیا جارہا ہے وہ اور اس میں دی جانے والی تعلیم اس درجہ اعلیٰ معیار کی ہے کہ اس کی ابتدائی سطح کی تعلیم میں بھی برطانوی محکمہ تعلیم کے سیکھنے کے لیے بہت کچھ ہے۔

اس کے علاوہ معتبر ادبی شخصیت رسول حمزہ توف نے اپنی کتاب "میرا داغستان" میں مادری زبان کی حیثیت کو یوں بیان کیا ہے :

" میرے نزدیک زبانیں آسمان پر بکھرے ہوئے ستاروں کی حیثیت رکھتی ہیں اور میں یہ نہیں چاہوں گا کہ تمام ستارے ایک دوسرے میں ضم ہو کر ایک بڑے ستارے کا روپ لے لیں کیونکہ اس کے لیے تو سورج موجود ہے لیکن سورج کے وجود کے بعد بھی یہ ضرورت باقی رہ جاتی ہے کہ آسمان پر ستارے چمکتے رہیں اور ہر آدمی کے پاس اس کا اپنا ستارہ ہو۔ "

رسول حمزہ توف کے مطابق ہر کسی کے پاس اپنی مادری زبان کا ہونا اور جاننا لازم و ملزوم ہے۔

یونیسکو کی رپورٹ کے مطابق دنیا بھر میں ہر دو ہفتوں میں ایک زبان اپنی تمام تر ثقافت اور ادب اس کے ساتھ مٹ رہ ہے۔ میری قوم کے کچھ بھائی فروغ تعلیم کے لیے انگریزی زبان کو اپنا وسیلہ بنا رہے ہیں اور چونکہ انگریزی کا فروغ یورپین کے ایجنڈے میں ہے، اس لیے انگریزی زبان کا بھی فروغ ہوا اور مذہب کو نشانہ بنانے کے لیے انہیں دوسری زبانوں کا سہارا نہیں ڈھونڈنا پڑا۔ موجودہ صورتحال پر نظر ڈالیں تو یہ صاف طور پر دیکھا جارہا ہے کہ جیسے جیسے مادری اور قومی زبان تنزلی کا شکار ہو رہی ہے اور اس کے قارئین میں مسلسل گراوٹ آرہی ہے، ویسے ویسے دین اور قومی ادب کی جانب بھی لوگوں کا رجحان گھٹ رہا ہے۔ نئی نسل مادری زبان یا قومی زبان سے بے گانہ ہو رہی ہے، اس لیے گھروں میں رکھی ہوئی دینی و ادبی کتابیں گرد آلود ہونے لگیں ہیں۔

بہر حال مادری زبان ہی ہے کہ اس کا ضمیر و خمیر غیر معمولی عظمتوں کو جنم دیتا ہے اور یہی اس امر کی دلیل ہے کہ مادری زبان، تہذیب ہی نہیں بلکہ اس کو ایک تحریک اور طرزِ حیات کا نام بھی دیا جا سکتا ہے۔ آیئے اس عالمی یومِ مادری زبان کے دن عہد کریں کہ ہم سب اس تہذیب اور ثقافتی ورثہ کی حفاظت کرنے اور فروغ دینے کے عمل کا حصہ بنیں گے جو ہماری اپنی پہچان ہے اور جس کی بدولت بھی ہمارا عزیز ملک دنیا میں جانا پہچانا جاتا ہے۔ بقول شاعر

ایک ایک حرف کی رکھنی ہے آبرو مجھ کو
سوال دِل کا نہیں ہے، میری زبان کا ہے

یہ دن اپنی مادری زبان سے جڑنے اور اسے مزید خوشحال بنانے کا عزم کرنے کا دن ہے۔ جب انسان اپنی مادری زبان کو خوشحال بنائے گا تب ہی ملک کی تمام زبانیں خوشحال ہوں گی اور ملک بھی خوشحال ہو گا، عہد کریں کہ اپنی مادری زبان کا زیادہ سے زیادہ استعمال کریں گے

قلم اٹھایئے

ماہنامہ "نفاذ اردو" کے صفحات حاضر ہیں، قومی زبان کی اہمیت، نفاذ کی ضرورت، اردو بطور نصاب و ذریعہ تعلیم، انگریزی میڈیم کے نقصانات اور قومی یک جہتی کے لیے قومی زبان کی اہمیت جیسے موضوعات پر آپ کی نگارشات کو بصد شکریہ شامل اشاعت کیا جائے گا۔

ایک تھی اردو، ایک تھی انگلش

ابنِ حسن بھٹکلی کرناٹک-انڈیا
انتخاب۔ طوبیٰ نور

یہ

ایک تھی اردو، ایک تھی انگلش
دونوں میں رہتی تھی رنجش

انگلش گوری ہٹّی کٹّی
اردو دُبلی پتلی پٹّی

انگلش کے ہونٹوں پر گالی
اردو گاتی تھی قوّالی

دونوں کے انداز الگ تھے
سوز الگ تھے، ساز الگ تھے

انگلش اِک مضبوط زباں تھی
اردو بھی مخلوط زباں تھی

سارے جہاں کے رنگ تھے اس میں
سَت رنگی آہنگ تھے اس میں

انگلش کے لاکھوں متوالے
اردو والے بھولے بھالے

انگلش کے چرچے بھی بہت تھے
مہنگی تھی، خرچے بھی بہت تھے

گوری انگریزوں والی
منھ زوری سو نیزوں والی

انگلش کے مدّاح تھے گھر گھر
بول رہے تھے سب فر فر فر

دونوں کا ٹکراؤ عجب تھا
گھاؤ عجب، الجھاؤ عجب تھا

لیکن اردو، اردو ٹھہری
ہر اِک بات تھی اس کی گہری

اپنے قول پہ پوری اتری
ہر ماحول پہ پوری اتری

مجھ کو انگلش راس نہ آئی
وہ بھی میرے پاس نہ آئی

انگلش دھوپ تھی، اردو سایا
میں نے اردو کو اپنایا

اردو نے تہذیب سکھائی
جینے کی ترتیب سکھائی

چھوٹی سی بحر۔۔۔۔ فرخندہ شمیم

اک چھوٹی سی لہر نے لکھا
لمبا بحرستان
اپنا پاکستان
اپنے پاکستان کی موجیں
ساحل ساحل جھومتی جائیں
یہ بتلائیں
اس کی اک پہچان ہے اردو
پوری جان کی جان ہے اردو
چاہے ہو کوئی بھی قصہ
چاہے ایک ترانہ ہو
اس کو سن کر سب ہی جھومیں
اپنا یا بے گانہ ہو
حرف تہجی، سبک روش ہیں
بولی اس کی میٹھی ہے
جو بھی اس کو سیکھنا چاہے
ہر اس کی یہ سہیلی ہے

پہلی سات زبانوں میں
دنیا کی یہ شامل ہے
چین بھی اس کو بولنا چاہیے
رشیا میں بھی کامل ہے

میری تو پہچان ہے اردو
سر تا پا ارمان ہے اردو
سچ تو یہ ہے جان جاناں
میری پوری جان ہے اردو

نفاذ قومی زبان فرض بھی ہے اور قرض بھی۔ اس فرض کی ادائیگی اور صدیوں کا قرض چکانے کے لیے تحریک نفاذ اردو پاکستان کا حصہ بن کر قائد اعظمؒ کے خواب کو عملی شکل دیں۔

تحریک نفاذ اردو پاکستان

رابطے کے لیے:03495059760

"نفاذ اردو اور ہماری ذمہ داری"

اردو زبان نہ صرف پاکستان کی قومی زبان بلکہ بر صغیر کی معیاری زبانوں میں سے ایک ہے۔ کوئی بھی قوم و ملک اس وقت تک حقیقی معنوں میں ترقی نہیں کر سکتی ہے جب تک وہ اپنی قومی زبان کو زندگی میں لازم و ملزوم نہیں کر لیتا۔ دنیا کی کسی قوم نے اس وقت تک ترقی نہیں کی جب تک وہ اپنی زبان کو ہر شعبہ میں ذریعہ اظہار نہیں بنائے۔

قومیں اپنی تہذیب پر پروان چڑھتی ہیں، جن قوموں سے ان کی تہذیب و پہچان چھین لی جائے وہ دنیا میں اپنا مقام نہیں بنا سکتیں، زبان جہاں رابطے کا ذریعہ ہے وہیں یہ قوم و ملک کی پہچان بھی ہے۔ قاعد اعظم نے قیام پاکستان سے پہلے ہی یہ واضح کر دیا تھا کہ پاکستان کی قومی اور سرکاری زبان اردو ہو گی لیکن آج ہم اپنی مادری قومی زبان اردو کو چھوڑ کر دوسری زبانوں اور ان کی تہذیب کو اپنانے میں لگے ہوئے ہیں، انگریزی زبان کو ہم نے اپنے ترقی و کامیابی کا راستہ بنا لیا ہے، آج ہم خود اپنے بچوں کو لکھنا پڑھنا ہی انگریزی میں سکھا رہے ہیں، ان کو مہنگے داموں تعلیمی اداروں میں بھیجتے ہیں، ان کی زبان پر صرف انگریزی ہوتی ہے، اردو لکھنا، پڑھنا وہ جانتے ہی نہیں اور ہم فخر کرتے ہیں کہ ہمارے بچے انگریزی بولتے ہیں جبکہ اگر ہم اپنی قومی زبان اردو بھی اپنے بچوں کو سکھائیں تو ہماری قوم ہمارا معاشرہ ترقی یافتہ کہلائے گا اور ہم اپنی اردو زبان پر عبور حاصل کر سکیں گے۔

اپنی قومی زبان کو یہ حق دیں کہ اسے سرکاری و نجی سطح پر استعمال کریں، کسی احساس کمتری میں نہیں رہیں کہ اردو زبان سے انسان کی عزت نفس پر فرق پڑے گا بلکہ اردو زبان ادب کی زبان ہے جس کے بولنے سے انسان خود کو اور سب کو عزت ہی بخشتا ہے اگر ہم اپنی اردو قومی زبان کو اس کا جائز مقام دیں، اپنے تعلیمی نصاب میں بھی اس کو ضروری رکھیں تو ہر انسان اس معاشرے میں ترقی کر سکے گا کیونکہ اردو ایسی زبان ہے جو ہر ایک کو آسانی سے سمجھ آ جاتی ہے، یہ زبان صرف رابطے کا ذریعہ نہیں ہے، یہ ہماری پہچان ہے، اردو زبان نا صرف پاکستان کی قومی زبان ہے بلکہ پورے ملک کی واحد مشترکہ زبان ہے جو اس ملک کے لوگوں کو ایک دوسرے کے قریب کرتی ہے، ہر کام میں، لین دین، بات چیت میں، ہمارے لیے آسانی کرتی ہے۔ ہمارے لیے ہماری اردو زبان قابل فخر اور ادب کی زبان ہے جو ہماری ترقی کے لیے بہت ضروری ہے۔

نفاذ قومی زبان صوابدیدی معاملہ نہیں، دستوری تقاضا ہے۔ کسی کو یہ پسند ہو یا نہ، دستور کے مطابق قومی زبان کو سرکاری زبان بنانا پڑے گا۔ حکمرانوں کو دستور شکنی سے روکنا عوام اور سپریم کورٹ کا فرض ہے۔ فرض سے اعراض قابل مواخذہ ہے۔

اپنی زبان اردو

عمران علی تبسم

اپنی زبان اردو
ہو جائے گر یہ لاگو
پھر دیکھنا چمن کی
پھیلے گی ڈھیر خوشبو
اپنی زبان اردو
قومی زبان اردو

دلکش ہے دلربا ہے
ہر شہر بولتا ہے
لہجہ ہو چاہے کوئی
امرت ہی گھولتا ہے
دل کو لبھائے بابو
اپنی زبان اردو

میٹھی ہے پُر اثر ہے
رنگوں سے شوخ تر
خود روئی چال عمدہ
ہر بولی ہمسفر ہے
ادبی فضائیں جادو
اپنی زبان اردو

چینی تو چین بولے
دھرتی کے بھید کھولے
گورا چبائے انگلش
ہندی پہ ہند ڈولے
پیچھے ہیں ایک میں تو
اپنی زبان اردو

ہاتھوں میں ہوں گے تارے
سوچو جو اسکے بارے
آئے گی جب یہ دفتر
کر دے گی کام سارے
بن جائے گی یہ بازو
اپنی زبان اردو

سب کو بڑی ہے پیاری
دے دو نا ایک باری
اب تو جگہ بنالو
کب سے کھڑی بے چاری
کر لے نہ کوئی قابو
اپنی زبان اردو
اپنی زبان اردو

ہماری پیاری اردو

مہر قطب. دولو

پاکستان میں اردو کی ایک کتاب ابتدائی اول یعنی KG میں بچوں کو پڑھائی جاتی ہے۔ جس میں "ڈ" سے ڈاکٹر بتایا گیا ہے۔ حیرت ہے کہ نصاب تیار کرنے والوں کو حرف "ڈ" سے اردو کا کوئی لفظ ہی نہ مل سکا اور "ڈ" سے ڈاکٹر (جو کہ اردو زبان کا لفظ ہی نہیں ہے) پر گزارہ کر لیا گیا۔

اب فیس بک پر "ڈھول" پیٹ کر اس بات کا "ڈھنڈورا" کرنا پڑ رہا ہے کے "ڈ" کے الفاظ "ڈالنا" کوئی اتنا مشکل امر بھی نہیں ہے۔ اگر آپکی ناراضگی کا "ڈر" نہ ہو تو "ڈ" کو ذرا "ڈھونڈنا" شروع کریں۔۔۔

"ڈانٹ ڈپٹ" سے کام نہ چلے تو "ڈنڈا" بھی قدرت کا ایک تحفہ ہے۔ "ڈ" سے "ڈھول" نہ پیٹیں، "ڈگڈگی" نہ بجائیں، الفاظ کا "ڈھیر" اکھٹا نہ کریں تو بھی اردو کے کنویں سے ایک آدھ "ڈول" ہی کافی ہو گا۔ "ڈبہ" سے "ڈبیا" تک، "ڈراؤنے" قوانین سے لے کر تعلیم کے "ڈاکوؤں" تک، امیروں کے "ڈیروں" سے لے کر غریب کی "ڈیوڑھی" تک، اور پھولوں کی "ڈالی" سے لے کر سانپ کے "ڈسنے" تک "ڈ" ہر جگہ دستیاب ہے۔ سوچا "ڈبڈباتی" آنکھوں سے یہ "ڈاک"، بغیر کسی "ڈاکیہ" اور "ڈاک خانے" کے آپ تک پہنچا دوں کہ لفظوں کی مالا شاید نصاب کی کوتاہیوں کی "ڈھال" ثابت ہو۔

چلتے چلتے ذرا "ڈ" سے ایک خوبصورت شعر بھی دیکھتے جایئے:

ڈوبنے والا تھا میں اور ساحل پہ چہروں کا ہجوم
پل کی مہلت تھی میں کس کو آنکھ بھر کے دیکھتا

ماشاءاللہ۔ یہ رسالہ دیکھا۔ بہت اچھا لکھا ہوا ہے اور اردو کے نفاذ کے لیے یہ رسالہ کافی محنت کرتا نظر آتا ہے۔ اس معاملہ اختیارات کا ہے۔ بااختیار لوگ اپنا اختیار اردو کے نفاذ کے لیے استعمال نہیں کر رہے۔ اس رسالے کے ذریعے انہیں قائل کرنے کی ضرورت ہے کہ وہ اپنی نگرانی اور ماتحتی میں چلنے والے ادارے اور دفاتر میں انگریزی کی جگہ اردو کو استعمال کریں۔ باقی ستر سالوں میں انگریزی کے جبری نفاذ کا ایک آنہ فائدہ نہیں ہوا۔ اور انگریزی اب بھی اجنبی زبان کی حیثیت رکھتی ہے۔ یا صرف کاغذی کارروائی کی۔ ورنہ ہر جگہ اردو ہی رابطے کی زبان ہے..

فہد بہاولپور